Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296 Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Study of the Iconography in the Narrations of the Wives of the Holy Prophet in Terms of Women, Children, Orphans and Widows

عورتوں، بچوں، یتیموں اور بیواؤں کے اعتبار سے مرویاتِ ازواجِ مطہرات میں شمائل نگاری

Mahak Bano
Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore
Dr. Aqeel Ahmad
Associate Professor Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore

Abstract
The life of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) was a practical example of mercy, compassion, wisdom, and good behavior. The wives of the Prophet (peace be upon him) not only held a high position among the Ummah of the Believers, but they were also the closest witnesses to the private life of the Prophet (peace be upon him). Through them, we come to know those aspects of the Prophet (peace be upon him) that transcend the public and social sphere and reflect purely domestic, emotional and social attitudes. Especially when it comes to women, children, orphans and widows, their narrations reveal the high moral character of the Prophet (peace be upon him) as an exemplary leader. If we study women in the Prophet Muhammad's (peace be upon him) biography, we find that women enjoy countless honors, as women are the beloved of the Prophet in this world. This is why he emphasized the rights and affairs of women. If we look at the beloved things of the Prophet (peace be upon him) in this world, it becomes clear that women are also among the things he loved. The beautiful moments the Prophet (peace be upon him) spent with children in the form of sketches are part of Islamic history, as is the Prophet's service to Hazrat Anas (may Allah be pleased with him) and his lifelong refusal to even say "Oh!" to him, a life-long example.

***Keyword**: Prophetic Qualities, Rights, Children, Women, Orphans, Widows, Matters.*

1 تعارفِ موضوع

حضور خاتم النبیین ﷺ کی زندگی سراپا رحمت، شفقت، حکمت ہے اور آپ ﷺ کا اخلاق اور دوسروں کے لیے حسنِ سلوک کا عملی نمونہ تھی۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نہ صرف اُمہات المؤمنین کے بلند مقام پر فائز تھیں بلکہ وہ نبی ﷺ کی رازدان تھیں اور آپ ﷺ کی نجی زندگی کی سب سے قریبی شاہدات بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی ان پاک ازواج کے ذریعے ہمیں نبی ﷺ کے وہ شمائل معلوم ہوتے ہیں جو عوامی و معاشرتی دائرے

سے ہٹ کر خالصتاً خانگی، عاطفی اور سماجی رویوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ خاص طور پر جب بات عورتوں، بچوں، یتیموں اور بیواؤں کی ہو تو ان کی مرویات سے نبی کریم ﷺ کی بلند اخلاقی شخصیت ایک مثالی رہنما کے طور پر سامنے آتی ہے۔ ذیل میں عورتوں، بچوں، یتیموں اور بیواؤں کے اعتبار سے مرویاتِ ازواجِ مطہرات میں شمائل نگاری کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کروں گی۔

1.2 عورتوں کے اعتبار سے شمائل نگاری

شمائلِ نبوی ﷺ میں عورتوں کے متعلق مطالعہ کیا جائے تو عورتوں کو بے شمار اعزازات حاصل ہیں اور سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ نبی کریم نے عورت کے بارے میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے خواتین کے حقوق و معاملات کی خاص تاکید فرمائی کیونکہ یہ حکم اللہ کا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ(النساء، 4:1)

یہ سورہ مدنی ہے، اس سورت کا آغاز ہی خاندانی نظام، عورت کے حقوق، نکاح ،وراثت اور یتیموں کے حقوق کے تحفظ سے ہو رہا ہے۔ سورت مبارکہ کی پہلی آیت میں ہی بتا دیا گیا ہے کہ تمام انسان ایک ہی اصل سے پیدا کیے گئے ہیں۔ یعنی تمام مرد اور عورت ایک ہی نفس سے تخلیق کیے گیے ہیں۔ یعنی اس آیت میں اللہ رب العزت یہ فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو "نفسِ واحدہ" یعنی ایک جان (حضرت آدمؑ) سے پیدا کیا، اور پھر اس کی بیوی (حضرت حوّا) کو اسی سے پیدا کیا۔ یہاں عورت کی تخلیق کو نہ صرف فطری و قدرتی عمل قرار دیا گیا بلکہ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مرد و عورت ایک ہی جوہر سے تخلیق کیے گئے ہیں۔ یہ آیت زمانہ جاہلیت کے اس تصور کی نفی کرتی ہے کہ لوگ بیٹی کے پیدا ہونے پر غمگین ہوتے اور عورت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور عورت کو کم حیثیت اور کمتر یا ثانوی مخلوق سمجھتے تھے۔

1.2.1 عورت کا اسلام میں اعزاز

نبی کریم ﷺ کی اس دنیا میں پسندیدہ اشیاء کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپکو جو چیزیں پسند تھیں ان میں آپ ﷺ نے عورت کا بھی ذکر کیا ہے ۔ یہ عورت کیلئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے ۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا کوئی گوشہ اُٹھا کر دیکھیں، پاکیزگی اور شائستگی سے عبارت ہے۔ اسی خوش طبعی اور نفاست کا یہ اثر تھا کہ آپ ﷺ خوشبو کو پسندیدہ فرماتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ کے جسم مبارک سے نکلنے والا پسینہ بذاتِ خود مُعطّر ہوتا تھا اور نبی کریم کو خوشبو پسند تھی:

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ:" كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةٌ : الطَّعَامُ ، وَالنِّسَاءُ ، وَالطِّيبُ، فَأَصَابَ ثِنْتَيْنِ، وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدَةً ، أَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ، وَلَمْ يُصِبْ الطَّعَامَ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحدیث:24440)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں اچھی معلوم ہوتی تھیں کھانا، عورتیں اور خوشبو، دو چیزیں تو انہیں کسی درجے میں حاصل ہو گئیں لیکن ایک چیز نہ مل سکی، عورتیں اور خوشبو آپ کو مل گئی لیکن کھانا نہیں ملا۔

حدیث مذکورہ میں نبی کریم ﷺ کی مرغوب تین چیزوں کا ذکر ہے جس میں سے ایک خوشبو ہے ،طہارت و پاکیزگی کی اول مثال خوشبو ہے۔ خوشبو اہمیت کی حامل ہے، نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کا ایک نمایاں حصہ طہارت اور پاکیزگی سے متعلق ہے، پھر اس میں بھی اگر غور کیا جائے تو انفرادی اور اجتماعی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صفائی، ستھرائی اور طہارت کا عادی آدمی خود بھی ظاہری و باطنی بیماریوں اور وساوس وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی باعثِ اذیت نہیں ہوتا۔ دوسروں کو راحت پہنچانا یا کم از کم تکلیف سے بچانا عین اسلامی اخلاق کا مطلوب ہے۔

1.2.2 بیوی کے معاملات میں تحمل و بردباری

شمائلِ نبوی ﷺ میں اپنی بیوی کے معاملات میں تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرنے کی کثیر مثالیں موجود ہیں ۔مرویاتِ ازواج مطہرات کے اعتبار سے ایک روایت جو تاریخ اسلامی کے انتہائی مشہور واقعہ ،واقعہ افک کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ کائنات سیدہ عائشہ پر تہمت کی صورت میں پیش آیا اور پھر اللہ نے پاکدامنی کی گواہی وحی کی صورت میں عطا فرمائی۔ بخاری شریف میں روایت کے الفاظ کا آغاز ان الفاظ کے ساتھ ہے:

«عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ قَالَ لَهَا : أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوا ، وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا ، وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ، وَأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا ، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ ، وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا ، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ

بَعْضٍ، قَالُوا: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الحِجَابُ، فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأُنْزَلُ فِيهِ، (محمد بن اسماعیل بخاری (1380ھ) صحیح بخاری، ،حدیث نمبر4141، 116/5)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ افک کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر میں نکلنے کا ارادہ فرماتے تو آپؐ اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ پھر جس کا قرعہ نکلتا آپؐ اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک حملے کے وقت جو آپؐ نے کیا ہمارے درمیان قرعہ ڈالا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا قرعہ نکلا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی۔ اس وقت حجاب کا حکم اتر چکا تھا۔ پردے کا حکم آگیا تھا۔ میں ہودج میں بٹھائی جاتی (ہودج جو اونٹ کے اوپر سواری کی جگہ بنائی جاتی ہے) اور ہودج سمیت اتاری جاتی۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ہم اسی طرح سفر میں رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس حملے سے فارغ ہوئے اور واپس آئے اور ہم مدینہ کے قریب ہی تھے کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا۔ جب لوگوں نے کوچ کرنے کا اعلان کیا تو مَیں بھی چل پڑی اور فوج سے آگے نکل گئی۔ کہتی ہیں میں پیدل ہی چل پڑی۔ کیونکہ رفع حاجت کے لئے جانا تھا تو ایک طرف ہو کے چلی گئیں جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی، تو اپنے ہودج کی طرف آئی اور مَیں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ظفار کے کالے نگینوں کا میرا ہار گر گیا ہے۔ ایک ہار پہنا ہوا تھا وہ گر گیا ہے۔ کہتی ہیں مَیں اپنا ہار ڈھونڈنے کے لئے واپس لوٹی اور اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا تو کچھ وقت لگ گیا۔ اتنے میں وہ لوگ جو میرے اونٹ کو تیار کرتے تھے، آئے اور انہوں نے میرا ہودج اٹھالیا اور وہ ہودج میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ وہ خالی تھا۔ لیکن وہ سمجھے کہ میں اسی میں ہوں۔ کہتی ہیں کہ عورتیں ان دنوں میں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں۔ بھاری بھر کم نہ تھیں۔ ان کے بدن پر زیادہ گوشت نہ ہوتا تھا۔ وہ تھوڑا سا تو کھانا کھایا کرتی تھیں۔ لوگوں نے جب ہودج کو اٹھایا تو اس کے بوجھ کو غیر معمولی نہ سمجھے۔ یہ احساس نہیں ہوا کہ یہ ہلکا ہے۔(محمد بن اسماعیل بخاری(1380ھ) صحیح بخاری،، حدیث نمبر 4141،116/5) یہاں ایک خاص بات جو توجہ طلب ہے وہ یہ ہے

کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ پاک پہ جب تہمت لگی تو آپ ڈنڈا لیکر بیوی کو قتل کرنے کے پے در پے نہیں ہوئے بلکہ تحمل وبرداشت کا درس دیا کہ انصاف کا رخ کیا جائے تو اللہ نے انصاف کیا اور پاکدامنی بیان کی۔

1.2.3 عائلی معاملات میں تحقیق

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: واقعہ افک میں جب آنحضرت ﷺ کا بیماری میں جو سلوک میرے ساتھ پہلے ہوا کرتا تھا وہ مجھے نظر نہیں آتا تھا۔ آپ ﷺ صرف اندر آتے اور السلام علیکم کہتے۔ پھر پوچھتے کہ اب وہ کیسی ہے۔ اور وہ بھی ان کے والدین سے پوچھ لیتے۔ مجھے اس تہمت کا کچھ بھی علم نہ تھا یہاں تک کہ جب میں نے بیماری سے شفا پائی۔ اور نقاہت کی حالت میں تھی کہ میں اور ام مسطح کی طرف گئیں جو قضائے حاجت کی جگہ تھی۔ ہم رات کو ہی نکلا کرتے تھے اور اس وقت ہماری حالت پہلے عربوں کی سی تھی کہ جنگل میں یا باہر جا کر قضائے حاجت کیا کرتے تھے۔ میں اور ام مسطح بنت ابی رُھم دونوں جا رہی تھیں کہ اتنے میں وہ اپنی اوڑھنی سے اٹکی اور ٹھوکر کھائی۔ تب بولی کہ مسطح بد نصیب ہو۔ مَیں نے اس سے کہا کہ کیا بری بات کی ہے تم نے۔ کیا تُو ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہے جو جنگِ بدر میں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ اری بھولی بھالی لڑکی! کیا تم نے نہیں سنا جو لوگوں نے افترا کیا ہے؟ تب اس نے مجھے تہمت لگانے والوں کی بات سنائی کہ یہ الزام تمہارے پر لگایا گیا ہے۔ کہتی ہیں مَیں بیماری سے ابھی اٹھی تھی، نقاہت تو تھی ہی۔ یہ بات سن کے میری بیماری بڑھ گئی۔ جب اپنے گھر لوٹی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ آپؐ نے السلام علیکم کہا اور آپؐ نے پوچھا اب تم کیسی ہو؟ میں نے کہا مجھے اپنے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیں۔ کہتی تھیں کہ میں اُس وقت یہ چاہتی تھی کہ میں ان کے پاس جا کر اس کی نسبت معلوم کروں یعنی یہ الزام جو لگا ہے۔ آپؐ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے پاس آئی تو میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ میری ماں نے کہا کہ بیٹی اس بات سے اپنی جان کو جنجال میں نہ ڈالو۔ ہلکان نہ کرو۔ اطمینان سے رہو۔ اللہ کی قسم! کم ہی ایسا ہوا ہے کہ کبھی کسی شخص کے پاس کوئی خوبصورت عورت ہو، اس کی بیوی ہو جس سے وہ محبت بھی رکھے اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر لوگ اس کے بر خلاف باتیں نہ کریں۔

1.2.4 خواتین کو صبر وشکر کی تعلیم

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے اور نہ مجھے نیند آتی۔ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ نیند میں کوئی ایسی خواب دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ

مجھے بری قرار دیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : کہ اللہ کی قسم! آپؐ ابھی بیٹھنے کی جگہ سے الگ نہیں ہوئے تھے اور نہ اہلِ بیت میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور وحی کے دوران جو سخت تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا کرتی تھی وہ آپؐ کو ہونے لگی۔ آپ کو اتنا پسینہ آتا تھا کہ سردی کے دن میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکتا تھا۔

قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ، أَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ». قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي أُمِّي: قُومِي إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لاَ أَقُومُ إِلَيْهِ، فَإِنِّي لاَ أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَتْ: وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: {إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ} العَشْرَ الآيَاتِ،

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی حالت جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے اور پہلی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یہ تھی کہ عائشہ! اللہ کا شکر بجالاؤ کیونکہ اللہ نے تمہاری بریت کر دی ہے۔ کہتی ہیں اس پر میری ماں نے مجھ سے کہا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! ہر گز نہیں۔ میں ان کے پاس اٹھ کر نہیں جاؤں گی اور اللہ کے سوا کسی کا شکر یہ ادا نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وحی کی تھی۔ وہ لوگ یعنی کہ جنہوں نے بہتان باندھا ہے وہ تم ہی میں سے ایک جتھا ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مشکل وقت آئے تو صبر و شکر سے کام لیا جائے اور یہی تعلیم دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہی حکم دیا اپنی محبوبہ زوجہ سیدہ عائشہ ρ کو بھی کہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ۔ آج بھی خواتین کو یہی تعلیم ملتی ہے۔

1.2.5 بیوی سے مزاح و دلجوئی

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق (م13ھ) رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں ہوا تھا لیکن کاشانۂ نبوت میں ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں 2ھ میں آئیں۔ حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی چہیتی زوجہ تھیں۔ فقہ و حدیث کے علوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے درمیان حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت اونچا ہے۔ آپ پوری امت کی عورتوں سے زیادہ عالمہ، فاضلہ اور فقیہہ تھیں۔ صحابہ کرام آپ کی بارگاہ میں آکر مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ازواج سے

زیادہ محبوب تھیں اور آپ ﷺ ان سے بے حد درجہ انسیت رکھتے تھے آپ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی محبت کے کثیر قصص موجود ہیں جس میں سے ایک ہے کہ:

وَعَنْهَا: قَالَتْ: رَجَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَات يَومٍ من جنازةٍ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا وَأَنَا أَقُولُ: وَارَأْسَاهْ قَالَ: «بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَأْسَاهْ» قَالَ: «وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ؟» قُلْتُ: لَكَأَنِّي بِكَ وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتَ ذَلِكَ لَرَجَعْتَ إِلَى بَيْتِي فَعَرَّسْتَ فِيهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِيءَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (مشكوة المصابيح: الرقم الحديث5971)

عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے سے فارغ ہو کر بقیع سے واپس میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میرے سر میں درد تھا، اور میں کہہ رہی تھی: ہائے درد کی وجہ سے سر پھٹا جا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں بلکہ عائشہ! میں، اور میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔“ فرمایا: ”اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا گئیں تو یہ تمہارے لئے مضر نہیں کیوں کہ اس صورت میں، میں تمہیں غسل دوں گا، تجھے کفن پہناؤں گا، تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔“ میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ کے متعلق میرا بھی یہی خیال ہے، اگر آپ نے اس طرح (غسل وکفن اور دفن وغیرہ) کیا تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے، وہاں اپنی کسی بیوی سے صحبت کریں گے، (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیے، پھر آپ کو تکلیف ظاہر ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔

نبی کریم ﷺ کا ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا سے پیار ایک مثالی تھا وہ شادی کے بعد بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی اس وقت میں چھ برس کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو اس وقت میں نو برس کی ہو چکی تھی اور بچیوں (گڑیوں) کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔

1.2.6 بیویوں میں برابری کی تعلیم

شمائلِ نبوی میں بیویوں میں برابری کی تعلیم ملتی ہے۔ حضرت عروہ کہتے ہیں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے بھانجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ازواج مطہرات کے پاس رہنے کی باری میں بعض کو بعض پر فضیلت نہیں دیتے تھے اور ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے پاس نہ آتے ہوں، اور بغیر محبت کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے قریب ہوتے، اس طرح آپ اپنی اس بیوی کے پاس پہنچ جاتے جس کی باری ہوتی اور اس کے ساتھ رات گزارتے، اور سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہو گئیں اور انہیں اندیشہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں الگ کر دیں گے تو کہنے لگیں: اللہ کے رسول! میری باری عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے رہے گی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ بات قبول فرمالی۔

قالت عائشة: " يا ابن اختي، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يفضل بعضنا على بعض في القسم من مكثه عندنا، وكان قل يوم إلا وهو يطوف علينا جميعا، فيدنو من كل امراة من غير مسيس حتى يبلغ إلى التي هو يومها فيبيت عندها، ولقد قالت سودة بنت زمعة حين اسنت وفرقت ان يفارقها رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله، يومي لعائشة، فقبل ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم منها، قالت: نقول في ذلك انزل الله تعالى، وفي اشباهها اراه، قال: وإن امراة خافت من بعلها نشوزا سورة النساء آية 128". (ابو داؤد، (1380ھ) سنن ابی داؤد ، الرقم الحديث: 2135)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حریرہ تیار کیا۔ اس وقت گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حریرہ لائیں تو انہوں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم بھی کھاؤ۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہانے کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ تمہیں کھانا ہو گا ورنہ میں یہ حریرہ تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہانے پھر بھی کھانے سے

انکار کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حریرہ میں ہاتھ ڈال کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر لیپ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر مسکرانے لگے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم بھی عائشہ کے چہرہ پر حریرہ مل دو چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی حریرہ میں ہاتھ ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر لیب دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ منظر دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اتنے میں گلی میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا وہ کسی کو پکار رہے تھے انکی آواز سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے کہ وہ اندر نہ آجائیں دونوں سے فرمایا کہ اب جاؤ اور اپنے منہ دھولو (ابن عساکر 393/4۔ کنز العمال 302/7)

1.2.7 عورت پر فرضیت جہاد کی نوعیت

شمائل نبوی ﷺ سے ہمیں تعلیم ملتی ہے کہ نبی کریم نے عورت پر وہ بوجھ نہیں ڈالا جو مرد کے کندھوں پر ہے جیسا کہ جہاد میں خواتین کا شرکت کرنا۔ خواتین کا جہاد و قتال کرنا نہیں لازم نہیں بلکہ ان کے لیے حج اور عمرہ جہاد ہے کیونکہ جہاد میں انسان کو سفری صعوبتیں، مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ حج و عمرہ میں بھی ان مشقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اس لیے خواتین کو حج و عمرہ کا ثواب جہاد کے برابر ملتا ہے، اسی بنا پر حج و عمرہ کو خواتین کے لیے جہاد قرار دیا گیا ہے، گویا خواتین پر جہاد بالسیف فرض نہیں، اس کا ثواب انھیں حج اور عمرہ ادا کرنے سے مل جاتا ہے۔

جہاد کا حکم عورتوں پر سے ساقط کر دیا گیا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا تھا کہ آپ، عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے۔ جیسا کہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م 59ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجاہد سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یارسول اللہ مرد جہاد میں شرکت کرتے ہیں لیکن ہم اس میں شرکت نہیں کر سکتے، پھر ہمیں میراث بھی نصف ملتی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس چیز کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دے رکھی ہے۔ (1420ھ) شمائل ترمذی، الرقم الحدیث: 32) جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا جہاد حج ہی ہے۔ (احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحدیث: 24383)

احادیثِ مذکورہ سے درج ذیل احکام و فوائد معلوم ہوئے۔

1.2.8 فرضیتِ جہاد عورت پر برقرار ہے

عورت پر فرضیت جہاد برقرار ہے وہ بالکل بری نہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا خواتین پر بھی جہاد ہے؟ فرمایا " ہاں! جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں۔ اور وہ ہے حج اور عمرہ۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی اصل بخاری میں ہے۔ (صفی الرحمن (1433ھ) بلوغ المرام، حدیث: 1082) اس حدیث میں فرضیتِ جہاد اور عورت سے متعلق فرمایا ہاں فرض ہے۔

1.2.9 جہاد بالسیف عورت پر فرض نہیں

جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کی فرضیت سے متعلق سوال کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرایا ہاں فرض ہے لیکن ساتھ ہی اس کی نوعیت بھی بیان فرمائی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا خواتین پر بھی جہاد ہے؟ فرمایا " ہاں! جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں (صفی الرحمن (1433ھ) بلوغ المرام، حدیث: 1082) یعنی وہ شریک ہو سکتی ہے جبکہ وہ لڑائی نہیں کرے گی یہی وجہ ہے کہ خواتین جہاد میں شریک ہوتی اور مرہم پٹی کرنا پانی پلانا شامل تھا جیسا کہ روایت ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِيَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى. (احمد بن شعيب (1424ھ) سنن نسائی، الرقم الحدیث: 2531)

"انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم رضی اللہ عنہا کو اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں لے جاتے تھے تا کہ وہ مجاہدین کو پانی پلائیں اور زخمیوں کا علاج کریں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا جائز ہے، حالانکہ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جہاد پر نکلنے والی عورتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس لوٹ جانے کا حکم دیا، اس کے دو اسباب بیان کئے جاتے ہیں:

I. آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں تو یہ عین ممکن ہے کہ اس وقت کے حالات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات کا اندازہ ہو اور حکمت عملی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کیا ہو۔

II. ممکن ہے یہ عورتیں نوجوان اور نئی عمر کی رہی ہوں جن سے میدان جہاد میں فتنہ کا خوف رہا ہو اس لئے آپ نے انہیں واپس کر دیا ہو۔

جہاد میں عورتوں سے مجاہدین کی خدمت کے کام لئے جاسکتے ہیں۔ یہ امور باحجاب ہو کر ادا کیے جاسکتے ہیں۔ لہذا یہ خدمات لینے کے لئے خواتین کی تعلیم وتربیت اور مشق بھی ضروری ہے۔

1.3 بچوں کے اعتبار سے شمائل نگاری

شمائل نگاری میں بچوں کے ساتھ گزرے حسین لمحاتِ نبوی ﷺ تاریخِ اسلام کا حسین حصہ ہیں جیسا کہ حضرت انس کی خدمت اور نبی کریم کا پوری زندگی ان کو کسی بھی معاملے میں اف تک نہ کہنا بچوں سے محبت کی حسین مثال ہے۔ ذیل میں بچوں کے نبی کریم ﷺ کی محبت کی مرویاتِ ازواج مطہرات پیش کروں گی۔

1.3.1 بچوں کے ساتھ شفقت آمیز برتاؤ

اسلام نے بچوں کے ساتھ شفقت، محبت اور نرمی کو نہ صرف اخلاقی فریضہ قرار دیا بلکہ نبی کریم ﷺ نے عملاً اپنے طرزِ عمل سے یہ سبق دیا کہ بچوں کی تربیت صرف تعلیم سے نہیں بلکہ محبت سے ہوتی ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ (م58ھ) کی روایات اس سلسلے میں بنیادی ماخذ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَتُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟(صحیح البخاری، حدیث نمبر 5998)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بادیہ سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا: کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو کچھ بوسہ دیتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو ان لوگوں نے کہا: لیکن واللہ! ہم تو اپنے بچوں کو بوسہ نہیں دیتے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر سے رحمت نکال دی ہے (تو کیا ہو سکتا ہے!)" ابن نمیر کی روایت میں ہے: "تمہارے دل سے رحمت نکال دی ہے۔"

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دیہی عرب شخص کی اس سوچ کی نفی کی کہ بچوں کے ساتھ محبت کا اظہار کمزوری ہے۔ نبی ﷺ نے نہایت فصاحت سے جواب دیا کہ جس کے دل سے اللہ نے رحم نکال دیا ہو، وہ اس تعلیم کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس میں تربیت کا اصول یہ ہے کہ بچوں کی نفسیاتی ضرورت کو سمجھنا اور ان سے محبت کا عملی اظہار تربیت کا اہم حصہ ہے۔

1.3.2 بچوں کے ساتھ گھلنا ملنا

نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ نہ صرف محبت سے پیش آتے بلکہ ان کی تربیت میں تفریح اور مشغولیت کو بھی اہمیت دیتے۔ اس کا مظاہرہ ام المومنین ام سلمہ (م 59ھ) رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ ایک مشہور روایت میں ہوتا ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجْلِسُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَى فَخِذَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا، فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا(مسند احمد، حديث نمبر 26548)

''حضرت اسامہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بعض اوقات مجھے پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھا لیتے اور دوسری پر حضرت حسنؓ کو بھر ہمیں بھینچ کر فرماتے اے اللہ! میں چونکہ ان دونوں پر رحم کھاتا ہوں لہٰذا تو بھی ان پر رحم فرما۔''

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں کی عزتِ نفس کو بحال رکھنے اور ان کے ساتھ محبت آمیز رشتہ استوار کرنے کے لیے ان کو گود میں بٹھاتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔ یہ اندازِ تربیت والدین کے لیے بہترین نمونہ ہے کہ بچوں کو جسمانی قربت اور دعاؤں کے ذریعے تحفظ کا احساس دیا جائے۔

1.3.3 بچوں کی صفائی ستھرائی کا اہتمام

اسلام نے جسمانی طہارت کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ بچوں کی صفائی کا خاص خیال رکھتے، حتیٰ کہ بچوں کے اخراجات پر بھی ناپسندیدگی کا اظہار نہ فرماتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ(صحيح البخارى، حديث نمبر 223)

''حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی تحنیک کر دیں اس بچہ نے آپ کے اوپر پیشاب کر دیا، آپ نے اس پر پانی بہا دیا۔''

یہ حدیث بچوں کے ساتھ نرمی کا اعلیٰ ترین عملی مظاہرہ ہے۔ نبی ﷺ نے نہ صرف بچے کی حرکت پر ناگواری ظاہر نہ کی بلکہ صفائی کا نرم اور موزوں طریقہ اختیار کیا۔ اس سے تربیت کا اصول اخذ ہوتا ہے کہ بچوں کی بے ساختہ حرکتوں پر سختی سے گریز کرنا چاہیے۔

1.3.4 بچوں کی تربیت میں کھیل

بچوں کی جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لیے کھیل کود کا اہم کردار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف بچوں کے کھیل کو سراہا بلکہ ازواج مطہراتؓ کے ذریعے ہمیں اس کی جھلک بھی دکھائی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَابَقَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَبَقْتُهُ، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقَنِي فَسَبَقَنِي، فَقَالَ: هَذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 2578)

اس حدیث میں نبی ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کے ساتھ دوڑ لگائی، جو بچوں کی تربیت کے لیے بہترین مثال ہے۔ یہ اس بات کی تعلیم ہے کہ بچوں کے ساتھ گھلنا ملنا اور ان کی دلچسپیوں میں شریک ہونا، ان کے دل میں والدین اور معلمین کی محبت بڑھاتا ہے اور تربیت کا مؤثر ذریعہ بنتا ہے۔

1.3.5 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ

نبی کریم ﷺ کے شمائل میں سے ہے کہ بلندی سے اترنے والا احتیاط سے پاؤں جما کر چلتا ہے کہ کہیں پاؤں پھسل نہ جائے۔ نبی کریم ﷺ کا یہ عام معمول تھا کہ جب آپ ﷺ چلا کرتے تو زمین پر مضبوطی کے ساتھ پاؤں جما کر چلتے۔

إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔ (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحدیث:24118)

”جب نبی کریم ﷺ چلتے تو یوں پاؤں جما کر چلا کرتے جیسے آپ ﷺ کسی بلندی سے اتر رہے ہوں۔“

اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ خوش اسلوبی کی زندگی بسر کرتے ہوئے انکا ہر طرح سے خیال رکھتے ہوئے کبھی کبھی ان کے ساتھ مقابلہ دوڑ بھی ہو جایا کرتا جیسا کہ روایت میں ہے:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَابَقَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَقْتُهُ، فَلَبِثْنَا حَتَّى إِذَا رَهِقَنِي اللَّحْمُ سَابَقَنِي فَسَبَقَنِي، فَقَالَ: " هَذِهِ بِتِيكِ " .. (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحدیث:24118)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، اس مقابلے میں میں آگے نکل گئی، کچھ عرصے بعد جب میرے جسم پر گوشت چڑھ گیا تھا تو نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دوڑ کا مقابلہ کیا، اس مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور فرمایا یہ اس مرتبہ کے مقابلے کا بدلہ ہے۔

حضرت ابو طفیل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ ملاحت لئے ہوئے سفید تھا، آپ ﷺ جب چلتے تو ایسا لگتا جیسے ڈھلوان کی طرف جا رہے ہوں۔(ابو داؤد،(1380ھ) سنن ابی داؤد، الرقم الحدیث:4864) حضرت ابو ہریرہ کی ایک روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا۔ گویا کہ زمین آپ ﷺ کیلئے لپیٹ دی گئی ہو۔ ہم لوگوں کو نبی کریم ﷺ کا ساتھ دینے میں مشکل پیش آتی۔ حالانکہ سرکار دوعالم ﷺ اپنے عام معمول کے مطابق چلا کرتے۔(احمد بن حنبل (1390ھ) مسند امام احمد، الرقم الحدیث:8604)

ازواج مطہراتؓ کی روایات نہایت قیمتی تربیتی اصولوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں نبی کریم ﷺ کی بچوں سے محبت، شفقت، صفائی، کھیل، مسابقت اور عزتِ نفس کو بحال رکھنے جیسے پہلو اُجاگر ہوتے ہیں۔ یہ روایات نہ صرف اسلامی تربیت کی بنیاد فراہم کرتی ہیں بلکہ جدید نفسیاتی اصولوں سے بھی ہم آہنگ ہیں۔

1.3.6 بچوں کے ساتھ خوش اخلاقی کا مظاہرہ

نبی کریم ﷺ کی ذات بچوں کے لیے سراپا رحمت تھی۔ آپ ﷺ بچوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ خاص رویہ رکھتے، ان سے کھیلتے اور ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی اہمیت دیتے۔ سیدہ عائشہؓ کی ایک روایت میں بچوں کے دل خوش کرنے کے لیے نبی ﷺ کی حکمت عملی کا بیان ملتا ہے۔

عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قالت: كانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتَى بالصِّبْيَانِ فَيُبَارِكُ عَلَيْهِمْ، وَيُحَنِّكُهُمْ، وَيَدْعُو لَهُمْ(صحيح مسلم، حديث نمبر 2147)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا، آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کو گھٹی دیتے۔ آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس کے پیشاب پر بہا دیا اور اسے (رگڑ کر) دھویا نہیں۔''

نبی ﷺ بچوں کو برکت دینے اور ان کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ، "تحنیک" یعنی کھجور چبا کر ان کے منہ میں رکھنا بھی فرماتے تھے، جو ایک روحانی اور جسمانی حفاظت کا عمل تھا۔ یہ حدیث اس بات کا عملی نمونہ ہے کہ بچوں کی دینی بنیاد بچپن سے ہی رکھی جائے، اور ان کے لیے دعائیں اور برکتیں طلب کی جائیں۔

بچے کی پیدائش پر کسی اچھے اور نیک انسان سے گھٹی دلوانی چاہیے۔اور اس سے اس کے لیے دعا کروانی چاہیے اچھے اور نیک لوگوں کو بھی تواضع وانکساری سے کام لیتے ہوئے بچوں کے ساتھ محبت وپیار کرتے ہوئے ان کو خیر وبرکت کی دعا دینے میں حجاب محسوس نہیں کرنا چاہیے۔اور بچے کو گھٹی دینی چاہیے۔

1.3.7 بچوں کی عزتِ نفس کا خیال

نبی کریم ﷺ بچوں کے جذبات اور خودداری کا بہت خیال رکھتے۔وہ کسی بچے کو کمتر محسوس نہیں ہونے دیتے تھے بلکہ ان کی شخصیت کی تعمیر پر توجہ دیتے۔

عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى بَيْتِي، وَمَعِي جَوَارٍ يُغَنِّينَ، فَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَزَجَرَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: دَعْهُنَّ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ(صحیح البخاری، حدیث نمبر 952)

"ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے پاس دو لڑکیاں دف بجارہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، تو ان دونوں کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انہیں چھوڑو (بجانے دو) کیونکہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے" (جس میں لوگ کھیلتے کودتے اور خوشی مناتے ہیں)۔"

یہ روایت صرف بچیوں کے نغمے سنانے کی اجازت پر نہیں بلکہ ان کی جذباتی آزادی کو تسلیم کرنے پر دلالت کرتی ہے۔نبی ﷺ نے سیدہ عائشہؓ اور بچیوں کے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کیا اور اُنہیں مذہبی تہوار کے موقع پر خوشی منانے کی اجازت دی، جو بچوں کی عزتِ نفس کو اجاگر کرنے کی اعلیٰ مثال ہے۔

1.3.8 بچوں کی تربیت میں تدریج اور حکمت

نبی کریم ﷺ بچوں کو آہستہ آہستہ نیکی کی طرف راغب کرتے۔نہ سختی سے، نہ جھڑک کر بلکہ نرمی اور تدریج کے ذریعے۔یہ طریقہ تربیت کا اصولی نمونہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي بِنَا وَنَحْنُ صِبْيَانٌ فَيُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وَيُرَغِّبُنَا فِي الصَّلَاةِ وَالْخَيْرِ(ابن ماجہ، حدیث نمبر 407)

"نبی کریم ﷺ ہمارے پاس آیا کرتے تھے جبکہ ہم بچے ہوتے، تو ہمیں قرآن سکھایا کرتے اور ہمیں نماز اور نیکی کی ترغیب دیا کرتے تھے۔"

یہ روایت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی نبی کریم ﷺ کے تربیتی اسلوب اور بچوں کے ساتھ ان کے رویے کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تعلیم، تربیت، اور اخلاقی نشو و نما کے لیے بچپن کا دور سب سے اہم ہے اور رسول اللہ ﷺ اس مرحلے میں بچوں کی دینی بنیاد مضبوط کرنے پر خاص توجہ دیتے تھے۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی بچوں کو تعلیم دینے کے انداز کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ بچوں کو براہ راست سختی سے مخاطب نہ کرتے بلکہ شوق دلاتے، ان کی عمر کا لحاظ کرتے اور قرآن و نماز کی رغبت پیدا کرتے۔ اس میں والدین اور معلمین کے لیے یہ درس ہے کہ بچوں کی سطح ذہن پر اتر کر ان کی اصلاح کی جائے۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي بِنَا وَنَحْنُ صِبْيَانٌ

اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ خود بچوں کے پاس آتے تھے، انہیں بلانے یا ان پر بوجھ ڈالنے کے بجائے، وہ شفقت و محبت کے ساتھ خود ان کی طرف متوجہ ہوتے۔ "نَحْنُ صِبْيَانٌ" سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بچے (بشمول سیدہ عائشہ) ابھی سنِ بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ اس سے یہ نکتہ اخذ ہوتا ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا عمل ابتدائی عمر سے ہی شروع ہو جانا چاہیے۔

فَيُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ

نبی کریم ﷺ بچوں کو سب سے پہلے قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ قرآن صرف ایک کتابِ تلاوت نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جس کی تعلیم بچپن سے دینا معاشرے میں نیکی، عدل اور پاکیزگی کے فروغ کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس تعلیم میں صرف تلاوت نہیں بلکہ فہمِ قرآن، حفظ اور عمل بھی شامل ہوتے تھے۔

1.3.9 نبی ﷺ کی بچوں کے ساتھ مزاح

بچے سنجیدہ باتوں کو ہمیشہ نہیں سمجھ سکتے۔ نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ کھیلتے، ہنسی مذاق کرتے تاکہ ان کا دل خوش رہے اور وہ تعلیم کو ایک مثبت ماحول میں سیکھیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَنِّي حَسَنًا وَحُسَيْنًا، وَيُقَبِّلُهُمَا، وَيَقُولُ: إِنَّهُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا(سنن ترمذی، حدیث نمبر 3770)

"نبی کریم ﷺ حسن اور حسین کو کنیت سے پکارتے، انہیں چومتے اور فرمایا کرتے: یہ دونوں میرے دنیا کے دو پھول (راحت و خوشبو کے دو ذریعہ) ہیں۔"

یہ حدیث نبی ﷺ کی بچوں کے ساتھ انسیت، محبت اور اُنہیں "کنیت" سے پکارنے کی دلنشین روایت پیش کرتی ہے۔ بچوں کو کنیت دینا (جیسے "ابو عمار"، "ام حفصہ") نہ صرف اُنہیں عزت دیتا ہے بلکہ اُن کی خود اعتمادی میں

اضافہ کرتا ہے۔ یہ آج کے والدین اور اساتذہ کے لیے ایک مثبت تربیتی اشارہ ہے۔ ازواجِ مطہراتؓ کی مرویات بچوں سے متعلق ایک مکمل تربیتی نظام کی تشکیل کرتی ہیں۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے بچوں کی شخصیت سازی، نفسیاتی پہلو، صفائی، محبت، احترام، تعلیم، تفریح اور عبادت، ہر میدان میں عملی رہنمائی فراہم کی۔

1.3.10 بچوں کو کھیلنے کی اجازت دینا

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں، کہا: اور میری سہیلیاں میرے پاس آتی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی وجہ سے گھر کے کسی کونے میں) چھپ جاتی تھیں، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلا کر میری طرف بھیج دیتے تھے۔ اس پر بھی آپ مسکرا دیا کرتے تھے ۔ امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی (م888ھ) ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ: بَنَاتِي وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ , فَقَالَ: مَا هَذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ؟ قَالَتْ: فَرَسٌ، قَالَ: وَمَا هَذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟ قَالَتْ: جَنَاحَانِ، قَالَ: فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ؟ قَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ؟ قَالَتْ: فَضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ ". (ابو داؤد، (1380ھ) سنن ابی داؤد ، الرقم الحدیث: 4932)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے آئے، اور ان کے گھر کے طاق پر پردہ پڑا تھا، اچانک ہوا چلی، تو پردے کا ایک کونا ہٹ گیا، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں نظر آنے لگیں، آپ نے فرمایا: "عائشہ! یہ کیا ہے؟" میں نے کہا: میری گڑیاں ہیں،

آپ نے ان گڑیوں میں ایک گھوڑا دیکھا جس میں کپڑے کے دو پر لگے ہوئے تھے، پوچھا: یہ کیا ہے جسے میں ان کے بیچ میں دیکھ رہا ہوں؟ وہ بولیں: گھوڑا، آپ نے فرمایا: "اور یہ کیا ہے جو اس پر ہے؟" وہ بولیں: دو بازو، آپ نے فرمایا: "گھوڑے کے بھی بازو ہوتے ہیں؟ وہ بولیں: کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کا ایک گھوڑا تھا جس کے بازو تھے، یہ سن کر آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کی داڑھیں دیکھ لیں۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں نبی ﷺ کی موجودگی میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ میری بہت سی سہلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں جب رسول اللہ ﷺ گھر داخل ہوتے تو وہ چھپ جاتیں۔ آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے پھر وہ میرے ساتھ کھیل میں مصروف ہو جاتیں۔(محمد بن اسماعیل بخاری(1380ھ) صحیح بخاری، الرقم الحدیث:6130)

1.3.11 بچوں کو لیکر دعا کرنا

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چھ بندوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے وہ بھی ان پر لعنت کرتا ہے: جو کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی قدر کو جھٹلانے والا ہو اور ظلم و جبر کے ساتھ تسلط حاصل کرنے والا ہو تاکہ اس کے ذریعے اسے عزت دے سکے جسے اللہ نے ذلیل کیا ہے اور اسے ذلیل کر سکے جسے اللہ نے عزت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے والا اور میری عترت یعنی اہل بیت کی حرمت کو حلال کرنے والا اور میری سنت کا تارک۔"(حاکم نیشاپوری(1380ھ) المستدرک الحاکم، الرقم: 3941ـ، 2 / 572) اس حدیث کو امام ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ زُبَيْدٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " جَلَّلَ عَلَى عَلِيٍّ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً ، ثُمَّ قَالَ : " اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، اللَّهُمَّ أَذْهِبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا " , فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَ : " إِنَّكِ إِلَى

خَيْرٍ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحدیث:25550)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرات حسنین اور حضرت فاطمہ کو ایک چادر میں ڈھانپ کر فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں اے اللہ ان سے گندگی کو دور فرما اور انہیں خوب پاک کردے حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی خیر پر ہو۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ (م59ھ) رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری سند سے یہ روایت مزید مفصل ہے:

حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ لِفَاطِمَةَ: " ائْتِينِي بِزَوْجِكِ وَابْنَيْكِ" , فَجَاءَتْ بِهِمْ، فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ كِسَاءً فَدَكِيًّا، قَالَ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ: " اللَّهُمَّ إِنَّ هَؤُلَاءِ آلُ مُحَمَّدٍ، فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" , قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَرَفَعْتُ الْكِسَاءَ لِأَدْخُلَ مَعَهُمْ، فَجَذَبَهُ مِنْ يَدِي، وَقَالَ: " إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ" . (احمد بن حنبل (1390ھ)مسند امام احمد، الرقم الحدیث:25597)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بلا لاؤ چنانچہ حضرت علی اور حضرات حسنین بھی آگئے۔ نبی علیہ السلام نے فدک کی چادر لے کر ان سب پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں تو محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرما بیشک تو قابل تعریف بزرگی والا ہے، اس پر میں نے اس کمرے میں اپنا سر داخل کر کے عرض کیا یارسول اللہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی خیر پر ہو، تم بھی خیر پر ہو۔

اہل بیت کی پاکیزگی وطہارت قرآن سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ-اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا (الاحزاب 33:33)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے

اِس آیت میں اہلِ بیت سے نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مُطہرات سب سے پہلے مراد ہیں کیونکہ آگے پیچھے سارا کلام ہی اُن کے متعلق ہو رہا ہے۔ بقیہ نُفوسِ قُدسیہ یعنی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمَین کا اہلِ بیت میں داخل ہونا بھی دلائل سے ثابت ہے۔ خلاصہ یہ کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیونکہ وہی اس کے مُخاطب ہیں (اور) چونکہ اہلِ بیتِ نسب (نسبی تعلق والوں) کا مراد ہونا مخفی تھا، اس لئے آں سَرورِ عالَم ﷺ نے اپنے اس فعل مبارک (جس میں پنجتن پاک کو چادر میں لے کر ان کے لئے دعا فرمائی) سے بیان فرمادیا کہ مراد اہلِ بیت سے عام ہیں۔ خواہ بیتِ مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ اَزواج یا بیتِ نسب کے اہل (جیسے کہ) بنی ہاشم ومُطّلب۔ امام عبد اللہ بن احمد نسفی ﷺ فرماتے ہیں: ”ان آیات (یعنی اس آیت اور اس کے بعد والی آیت) میں رسولِ کریم ﷺ کے اہلِ بیت کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیز گاری کے پابند رہیں۔ یہاں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیز گاری کو پاکی سے تشبیہ دی گئی کیونکہ گناہوں کا مُرتکب اُن سے ایسے ہی ملوث ہوتا ہے جیسے جسم نجاستوں سے آلودہ ہوتا ہے اور اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ عقل رکھنے والوں کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔(نسفی (1408ھ) تفسیر مدارک التنزیل، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۳، ص ۹۴۰-۹۴۱)

1.4 یتیموں سے متعلق شمائل نگاری

اسلام نے معاشرے کے کمزور طبقات کے حقوق پر خصوصی توجہ دی ہے، خصوصاً یتیم بچوں کے ساتھ حسن سلوک کو بار بار تلقین کی گئی ہے۔ ازواجِ مطہراتؓ کی روایات میں یہ پہلو بھی نمایاں طور پر موجود ہے۔

1.4.1 یتیم پر رحم وشفقت کا انعام

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (م58ھ) بیان فرماتی ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:"أن امرأةً جاءتني ومعها ابنتان لها تسألني، فلم تجد عندي غير تمرة واحدة، فأعطيتها إياها، فقسمتها بين ابنتيها، ثم قامت فخرجت، فدخل النبي ﷺ علينا، فأخبرته، فقال: من ابتُلي من هذه البنات بشيءٍ، فأحسن إليهنّ، كُنّ له سترًا من النار." (صحیح البخاری، حدیث: 5995)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو یتیم بیٹیاں بھی تھیں۔ وہ مجھ سے کچھ مانگنے آئی تھی، لیکن میرے پاس صرف ایک کھجور تھی، میں نے وہی اسے دے دی۔ اس عورت نے وہ کھجور دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دی، پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"جس کسی کو ان بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا (یعنی اس کے ذمہ ان کی پرورش آئی) اور اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، تو وہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ (یعنی ڈھال) بن جائیں گی۔''

یہ روایت اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ حسن سلوک کو جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ نے نہ صرف یتیم ماں اور بیٹیوں کے معاملے کو دیکھا بلکہ اسے نبی کریم ﷺ سے نقل بھی فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں ایسے معاملات کی دینی اہمیت کتنی زیادہ تھی۔

البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح. كتاب الأدب، باب من عال جاريتين، حديث: 5995.

1.4.2 یتیم پر شفقت، جنت میں رفاقت

امہات المؤمنین کی زندگیاں عملی طور پر یتیموں کی سرپرستی اور ان کے حقوق کی محافظ تھیں۔ ان میں سے بعض خود بھی یتیموں کی کفالت کرتی تھیں اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا تھیں۔ ام المومنین سیدہ صفیہ (م50ھ) رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أنا وكافل اليتيم كهاتين في الجنة"، الترمذي، محمد بن عيسى. السنن. كتاب البر والصلة، باب ما جاء في كافل اليتيم، حديث: 1918.

اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں (شہادت اور درمیان والی) کو قریب کر کے اشارہ فرمایا۔روایت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود مجلس میں سنی گئی —ترمذی نے عمومی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ روایت نبی اکرم ﷺ کے قول کی گہرائی کو واضح کرتی ہے کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا، وہ جنت میں آپ ﷺ کے قریب ہو گا۔ ازواجِ مطہراتؓ ان مجالس کی شاہد تھیں جہاں آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ یہ بات اس عمل کی فضیلت اور اہمیت کو دوچند کرتی ہے۔

1.4.3 یتیم کے مال میں خیانت کا وبال

قرآن مجید میں یتیم کے مال میں خیانت کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے، اور اس موضوع پر نبی ﷺ کی احادیث بھی سخت تنبیہ لیے ہوئے ہیں۔ سیدہ عائشہؓ نے بھی اس معاملے کو بڑی سنجیدگی سے روایت کیا۔

سیدہ عائشہ (م58ھ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلماً إنما يأكلون في بطونهم ناراً." (النساء: آیت 10)

اگرچہ یہ آیت قرآنی ہے، لیکن سیدہ عائشہؓ اسے نبی کریم ﷺ کی تلاوت اور عمل سے بطور روایت نقل کرتی تھیں تاکہ امت کو اس کے عملی اثرات معلوم ہوں۔ یتیموں کے مال میں خیانت کرنا جہنم کی آگ کو کھانے کے مترادف ہے، اور اس کا شعور ازواجِ مطہرات نے امت تک منتقل کیا۔ (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحت الآیۃ. سورۃ النساء، آیت:10)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی روایات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ یتیموں سے محبت، شفقت اور ان کے مال کی حفاظت کو نہایت اہمیت دیتے تھے۔ ان پاکیزہ خواتین نے ان تعلیمات کو نہ صرف روایت کیا بلکہ اپنی عملی زندگی سے ان پر مہرِ تصدیق ثبت کی۔ یتیموں کے حقوق کی پاسداری ہی وہ راہ ہے جو جنت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

1.5 بیواؤں کے اعتبار سے شمائل نگاری

شمائل نبوی ﷺ کی اس سے بڑی حسین مثال کوئی نہیں ہو سکتی ہے کہ بیواؤں کے ساتھ ہمدردی آپ نے کر کے دکھائی جنہیں امہات المؤمنین کہا جاتا ہے یعنی مؤمنین کی مائیں۔ اس کے علاوہ انھیں ازواج مطہرات بھی کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواج میں حضرت عائشہ کے علاوہ تمام بیوہ ومطلقہ (طلاق شدہ) تھیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوہ ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین کہا جاتا ہے، جن کی تعداد گیارہ ہے. ان میں سے کچھ بیوہ تھیں اور کچھ مطلقہ (طلاق یافتہ). ان کی شادیوں کا مقصد صرف عورتوں کی تکریم اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا تھا، نہ کہ کسی مادی خواہش یا شہوت کی تکمیل تھی۔

1.5.1 بیواؤں کا سہارا نبی ﷺ

بیواؤں میں ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ (م44ھ) رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہوا۔ یہ ام المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنتِ جحش (م20ھ) رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ اوائل اسلام میں ہی مسلمان

ہو گئے تھے اور ان کی بیوی (رملہ) ام حبیبہ) نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا جبکہ ان کے والد ابو سفیان ابھی کافر ہی تھے اور مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے۔ ان کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے وہ اپنے شوہر سمیت دیگر مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں۔ ہجرت کے وقت وہ حاملہ تھیں۔ حبشہ میں ان کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا، اسی بیٹی کی نسبت سے آپ کی کنیت ام حبیبہ ہے۔

حبشہ میں قیام کے دوران ان کا شوہر مرتد ہو کر عیسائی بن گیا۔ اس کے عیسائی بننے سے پہلے ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ (م44ھ) رضی اللہ عنہا نے خواب میں اسے نہایت بری اور بگڑی ہوئی شکل میں دیکھا۔ اگلے ہی دن ان کو پتہ چل گیا کہ وہ عیسائی ہو گیا ہے۔ انہوں نے اپنے شوہر سے اپنا خواب ذکر کیا اور اسے دوبارہ اسلام کی دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا اور شراب نوشی میں مصروف ہو گیا اسی حالت کفر میں حبشہ میں وہ مر گیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا یہ ایک طویل روایت ہے۔

ابرہہ لونڈی کی محبت پر نبی کی مسکراہٹ کم مختصر قصہ کچھ یوں ہے جسے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری (م405ھ) اپنی کتاب المستدرک الحاکم میں ذکر کیا ہے:

(جب ام حبیبہ کا شوہر مر کر تو) حضور اکرم صلي الله تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ان کے حال کی خبر ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی للہ تعالیٰ عنہ کو ان کی دلجوئی کے لئے حبشہ بھیجا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کے نام خط بھیجا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ رضی للہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ میرا نکاح کر دو نجاشی بادشاہ نے اپنی لونڈی ""ابرہہ"" کے ذریعہ رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پیغام حضرت ام حبیبہ رضی للہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا جب حضرت بی بی ام حبیبیہ رضی للہ تعالیٰ عنہا نے یہ خوشخبری کا پیغام سنا تو خوش ہو کر ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر اپنا زیور اتار کر دے دیا . تب لونڈی نے انعام نہ لیا اور عرض کیا کہ میں اسلام قبول کرتی ہوں میرا نبی کریم کو سلام کہنا۔ پھر اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد بن سعید رضی للہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیج دیا، اورانہوں نے بہت سے مہاجرین کو جمع کر کے حضرت ام حبیبہ رضی للہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ کر دیا اور پنے پاس سے مہر بھی ادا کر دیا، اور پھر پورے اعزاز کے ساتھ حضرت شرجیل بن حسنہ رضی للہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس بھیج دیا اور یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس بیوی اور تمام مسلمانوں کی ماں بن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خانہ نبوت میں رہنے لگیں۔ ایک دن میں

نبی کریم کو اس لونڈی کا سلام اور اس کا ذکر کیا تو سرکار مسکرائے اور فرمایا: اس پر بھی اللہ کا سلام اور اس کی رحمت ہو۔ (حاکم نیشاپوری (1380ھ) المستدرک الحاکم، 20/4)

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ (م44ھ) رضی اللہ عنہا اپنے حق مہر کے بارے میں روایت کرتی ہیں کہ:

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ". قَالَ أَبُو دَاوُد: حَسَنَةُ هِيَ أُمُّهُ.. (ابو داؤد، (1380ھ) سنن ابی داؤد، الرقم الحدیث: 2107)

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، حبشہ میں ان کا انتقال ہو گیا تو نجاشی (شاہ حبشہ) نے ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا، اور آپ کی جانب سے انہیں چار ہزار (درہم) مہر دے کر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ کر دیا۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ (م44ھ) رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی کو کیا تحفہ دیا تھا اس بارے مزید ایک روایت میں ذکر ہے۔ پروفیسر رفیق احمد رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں میں لکھتے ہیں کہ جب شہنشاہ حبشہ نے ام حبیبہ کی طرف لونڈی ابرہہ کے ذریعے پیغام نکاح بھجوایا تھا تو یہ سنتے ہی حضرت ام حبیبہ نے پیغام لانے والی باندی کو دعا دی اور اسی خوشی میں اپنے کنگن، پازیب اور انگوٹھی اتار کر اسے انعام کی صورت میں دے دی۔ (رفیق احمد (2013ء) رسول اللہ کی مسکراہٹیں، ص:87)

نکاح سے اگلے دن نجاشی نے ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ (م44ھ) رضی اللہ عنہا کو مختلف قسم کے عطریات اور جہیز کا سامان دے کر عزت و احترام کے ساتھ حضرت شرخبیل بن حسنہؓ کے ہمراہ مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ سردار قریش ابوسفیان کو جب اس نکاح کی خبر پہنچی تو اسے بہت مایوسی ہوئی اور حضور اکرم ﷺ کے بارے میں کہنے لگا کہ وہ جواں مرد ہیں، ان کی ناک نہیں کاٹی جا سکتی۔ یعنی حضرت محمد ﷺ اونچی شان و اعلیٰ عزت کے مالک ہیں، ہم ان سے دشمنی کر کے ان کا نام نہیں مٹا سکتے۔ گویا اس نے دل ہی دل میں اپنی شکست تسلیم کر لی۔ نکاح کے وقت ام المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ (م44ھ) رضی اللہ عنہا کی عمر 30 سال تھی اور یہ نکاح 7 ہجری میں ہوا

تھا۔ ایک راجح قول کے مطابق آپ سلام اللہ علیہا کا انتقال 44 ہجری کو مدینہ طیبہ میں ہوا۔ وہ حضرت امیر معاویہؓ کا زمانہ خلافت تھا۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

1.5.2 بیوہ کی کفالت پر نبی کریم ﷺ کی ترغیب

بیوہ عورت اکثر معاشی، سماجی اور نفسیاتی مشکلات کا شکار ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان خواتین کے ساتھ حسن سلوک، ہمدردی اور کفالت کرنے والوں کے لیے بڑے عظیم اجر کا وعدہ فرمایا۔ یہ تعلیم ہمیں حضرت عائشہؓ کے ذریعے پہنچی۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (م 58ھ)ρ سے روایت ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ وَالصَّائِمِ النَّهَارَ۔(صحیح البخاری: 5353، صحیح مسلم: 2982)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا (یعنی ان کی کفالت و خبر گیری کرنے والا) ایسا ہے جیسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یا وہ شخص جو رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔"

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی اس بے مثال رحمت کی مظہر ہے جو آپؐ نے بیوہ عورتوں کے لیے ظاہر فرمائی۔ ان کی مدد، سرپرستی، مالی تعاون یا ان کے بچوں کی خبر گیری کرنے والوں کو نہ صرف دنیا میں اجر کا وعدہ دیا بلکہ آخرت میں مجاہد، متقی اور شب زندہ دار بندے کے برابر مقام دیا۔ حضرت عائشہؓ اس معاشرتی پیغام کو امت تک پہنچا کر خواتین کی فلاح کی داعیہ بنیں۔

1.5.3 بیوہ کے نکاح سے متعلق رحمت نبوی ﷺ

بیوہ عورت کے نکاح کو سماجی طور پر بعض اوقات معیوب سمجھا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف اس تصور کو ختم کیا بلکہ خود عملی طور پر بیوہ خواتین سے نکاح کر کے ان کے مقام کو بلند کیا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: أَيّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟... فَتَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ(صحیح مسلم: 918)

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں: جب ابو سلمہ (میرے شوہر) کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: "کون سا مسلمان ابو سلمہ سے بہتر ہو سکتا ہے؟"... پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کا حضرت اُمّ سلمہؓ سے نکاح محض ازدواجی تعلق نہیں تھا بلکہ اس میں بیوگان کے لیے عزت، تحفظ، اور سماجی بحالی کا واضح پیغام تھا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عملی طور پر بیوہ

عورتوں کی دلجوئی اور معاشرتی تحفظ کا طریقہ سکھایا۔ یہ حدیث بیوہ کے نکاح کو نہ صرف جائز بلکہ قابلِ فضیلت قرار دیتی ہے۔

1.5.4 بیوہ کی دعا پر نبی کریم ﷺ کی ترغیب

اسلام بیوہ عورت کو مظلوم یا بے آسرا نہیں چھوڑتا بلکہ اسے حوصلہ، دعا اور زندگی کی نئی راہوں کا سبق دیتا ہے۔
بیوگی کے وقت کی جانے والی دعائیں نبی کریم ﷺ نے سکھائیں جو حضرت عائشہؓ (م58ھ) نے نقل کیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ أَنْ يَقُولُوا فِي الْمُصِيبَةِ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔(مسند احمد: 24370، سنن ابی داود: 3119)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں مصیبت کے وقت یہ دعا سکھاتے: "بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کا بہتر نعم البدل عطا فرما۔"

یہ دعا بیوہ عورت کو غم کے وقت نہ صرف اللہ کی طرف رجوع کی تلقین کرتی ہے بلکہ اسے یہ اُمید بھی دلاتی ہے کہ اللہ اس دکھ کا نعم البدل عطا کرے گا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ خود اس دعا کے ذریعے نبی کریم ﷺ جیسا شوہر پانے کا تجربہ بیان کرتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت اس دعا کو عام خواتین تک پہنچا کر حوصلہ و امید کا ذریعہ بنی۔

1.6 خلاصہ بحث

حضور خاتم النبیین ﷺ کی مبارک ہستی سراپا رحمت، شفقت ہے اور آپ ﷺ کی ساری زندگی قیامت تک کے آنے والے مسلمانوں کے لئے اُسوہ کامل ہے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اللہ رب العزت نے بے شمار فضیلتوں سے نوازا اور نبی کی بیویاں ہونے کے ساتھ ساتھ ان تمام ازواج نبی کو یہ اعزاز دیا گیا ان کو امہات المومنین کا لقب عطا کیا۔ آپ ﷺ کی تمام ازواج آپ ﷺ کی نجی زندگی کے ہر ہر پہلو کی گواہ تھیں۔ ازواج مُطہرات کے ذریعے ہمیں نبی ﷺ کے وہ شمائل معلوم ہوتے ہیں جو عوامی و معاشرتی دائرے سے ہٹ کر خالصتاً خانگی، عاطفی اور سماجی رویوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ خاص طور پر جب بات عورتوں، بچوں، یتیموں اور بیواؤں کی ہو توان کی مرویات سے نبی کریم ﷺ کی بلند اخلاقی شخصیت کا حسین پہلو سامنے آتا ہے۔
شمائلِ نبوی ﷺ کی رو سے اگر عورتوں کے مقام اور مرتبے کی بات کی جائے تو آپ ﷺ نے عورت کو وہ بلند مقام عطا فرمایا جو پہلے کبھی نہ دیا گیا جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنی پسندیدہ چیزوں کا اظہار کیا تو عورت کے

معاملے میں بھی اپنی پسندیدگی فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین کے حقوق و معاملات کی خاص تاکید فرمائی اور ان سے حُسن سلوک کا حکم فرمایا۔ عورت چاہئے بیوی کے روپ میں ہو ماں بہن یا بیٹی کے روپ میں ہو نبی کریم ﷺ کے شمائل کی روشنی میں ہر رشتے کے حوالے سے عزت و احترام اور محبت کا پہلو سامنے آتا ہے اور یہ عورتوں کیلیئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے ان کو اتنا بڑا مقام و مرتبہ عطا فرمایا۔ اللہ کے حبیب اور ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا کوئی گوشہ اُٹھا کر دیکھیں، ہر پہلو میں اعتدال پاکیزگی نفاست اور شائستگی نظر آتی ہے شمائلِ نبوی ﷺ میں اپنی بیوی کے معاملات میں تحمل و بردباری کی مثالیں بھی ہمارے سامنے ہیں۔

مرویاتِ ازواج مطہرات کے اعتبار سے ایک روایت جو تاریخ اسلامی کے انتہائی مشہور واقعہ ،واقعہ افک کی طرف اشارہ کرتی ہے جس سے ہمیں نبی کریم ﷺ کی عائلی اور معاشرتی زندگی کے معاملات کے بارے میں آگاہی ملتی ہے شمائل نبوی ﷺ سے ہمیں تعلیم ملتی ہے کہ نبی کریم نے عورت پر وہ بوجھ نہیں ڈالا جو مرد کے کندھوں پر ہے جیسا کہ جہاد میں خواتین کا شرکت کرنا۔ خواتین کا جہاد و قتال کرنا لازم نہیں بلکہ ان کے لیے حج اور عمرہ جہاد ہے کیونکہ جہاد میں انسان کو سفری صعوبتیں' مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔ حج و عمرہ میں بھی ان مشقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے' اس لیے خواتین کو حج و عمرہ کا ثواب جہاد کے برابر ملتا ہے عورت پر فرضیت جہاد برقرار ہے وہ بالکل بری نہیں لیکن ان کا جہاد حج و عمرہ کو قرار دیا گیا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ نے سوال کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا خواتین پر بھی جہاد ہے؟ فرمایا " ہاں! جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں۔ اور وہ ہے حج اور عمرہ۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی اصل بخاری میں ہے۔ اس کے علاوہ شمائل نگاری میں بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت اور ان سے حُسن سلوک اپنی مثال آپ ہے کہ آپ ﷺ بچوں سے کتنی محبت کرتے اور نبوت کی بھاری ذمداری کے باوجود بچوں کے ساتھ محبت کرت کھیلتے اور ان سے خوب پیار کرتے تھے اور کھ ی ان پر نہ غصہ کیا اور نہ ڈانٹا اس کی ایک مثال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہتا مگر آپ ﷺ مجھے کبھی نہ ڈانتے اور یہاں تک کہ پوری زندگی آپ ﷺ نے مجھے اُف تک نہ کہا آپ ﷺ نے بچوں کے ساتھ شفقت، محبت اور نرمی کو نہ صرف اخلاقی فریضہ قرار دیا بلکہ نبی کریم ﷺ نے عملاً اپنے طرزِ عمل سے یہ سبق دیا کہ بچوں کی تربیت صرف تعلیم سے نہیں بلکہ محبت سے ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ نہ صرف محبت سے پیش آتے بلکہ ان کی تربیت میں تفریح اور مشغولیت کو بھی اہمیت دیتے۔ بچوں کی جسمانی اور ذہنی نشو و نما کے لیے کھیل کود کا اہم کردار ہے۔ اور ہمارے نبی کریم ﷺ نے نہ صرف بچوں کے کھیل کو سراہا بلکہ ازواج مطہراتؓ کے ذریعے ہمیں اس کی جھلک بھی دکھائی۔ اسلام نے معاشرے کے کمزور طبقات کے حقوق پر خصوصی توجہ دی ہے، خصوصاً یتیم بچوں کے ساتھ حسن سلوک کو بار بار تلقین کی گئی ہے۔ ازواجِ مطہراتؓ کی روایات میں یہ پہلو بھی نمایاں طور پر موجود ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو یتیم بیٹیاں بھی تھیں۔ وہ مجھ سے کچھ مانگنے آئی تھی، لیکن میرے پاس صرف ایک کھجور تھی، میں نے وہی اسے دے دی۔ اس عورت نے وہ کھجور دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دی، پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے ان کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کسی کو ان بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا (یعنی اس کے ذمہ ان کی پرورش آئی) اور اس نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، تو وہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ (یعنی ڈھال) بن جائیں گی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو بات اس عورت کی اور یتیم بچیوں کی بتائی اور پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ سنایا تو یہ روایت کتنی حسین ہے اور اس کے ہر پہلو میں روشنی ہے کہ اس میں بیٹیوں کی پرورش کا ذکر آ گیا اور یتیم بچوں کا بھی اس کے علاوہ بیواؤں کے ساتھ جو آپ ﷺ نے حُسن سلوک کیا اور جس کا امت کو سبق دیا تو اس سے روشن مثال پوری دُنیا میں نہیں ملے گی جو ہمارے نبی کریم ﷺ کے شمائل سے ہمیں ملتی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تمام ازواج میں سے کچھ بیوہ تھیں اور کچھ مطلقہ (طلاق یافتہ). نبی کریم ﷺ کا ان سے شادیوں کا مقصد صرف عورتوں کی تکریم اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا تھا، نہ کہ کسی مادی خواہش یا شہوت کی تکمیل تھی۔ اور آپ ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال کتنی خوبصورت ہے کہ آپ ﷺ نے جس وقت اُن سے شادی کی آپ ﷺ 25 سال حسین نوجوان تھے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 40 سال کی بیوہ تھیں لیکن اس کے باوجود یہ شادی دنیا کی سب سے کامیاب شادی تھی اور یہ جوڑا سب سے شاندار جوڑا تھا کہ جس پر فرشتے بھی رشک کرتے۔